سوال

میں نے اسلامی تعلیمات سیکھنے کے لیے اپنا ملک چھوڑا، اللہ تعالی نے مجھے ایک بہت ہی اچھے گھرانے تک پہنچنے کا موقع فراہم کیا جو میرا خیال رکھنے والا بنا اللہ تعالی اس خاندان کے افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ اس گھرانے کے والد نے میرے ولی بننے کی ذمہ داری سنبھالی (اس لیے کہ میری ساری فیملی غیر مسلم تھی) اور وہ میرے لیے ایک مناسب شخص تلاش کرنے لگا تا کہ میری شادی کی جاسکے ، وہ میری ساری لازمی ضروریات رہائش واور خرچہ اور اسلامی تعلیمات حاصل کرنے وغیرہ کو مرتب کرتا رہا۔ اس دوران کہ ہم سب ہونے والی شادی کے سلسلے میں بات چیت کررہے تھے کہ مذکورہ شخص نے یہ دیکھا کہ میں جن صفات کے حامل شخص کو شادی کے لیے تلاش کررہی ہوں وہ سب اس میں موجود ہیں ، پہلے تو اس نے اپنی بیوی کے ساتھ اس موضوع پر بات چیت کی ، اور پھر کچھ ماہ بعد میرے سامنے بھی یہ معاملہ رکھ دیا ۔ لیکن اس کی پہلی بیوی نے واضح طور پر مجھے کہا کہ وہ اس شادی کے خلاف ہے ، کچھ صاحب علم لوگوں کی جو کہ اسے اور اس کے خاندان کو بھی اچھی طرح جانتے تھے اور خود اس کی بھی نصیحت کرنے اور کئی ایک بار استخارہ کرنے کے بعد میں نے ایک مسلمان کو اپنا ولی بنا کر اس سے شادی کرلی ، تو میرا سوال دو شقوں پر مشتمل ہے : پہلی بیوی اب یہ دعوی کرتی ہے کہ میرے اوپر اس کے پہلے احسانات کی وجہ سے اسے یہ ساتھ شادی کرنا صحیح نہیں ، وہ یہ بھی کہتی ہے کہ اس سے مشورہ کیے بغیر میں نے شادی کا مطالبہ قبول کرکے ظلم کیا ہے ، اور اس لیے کہ میں نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس شادی پر راضی نہیں اور اسے کوئی سعادت حاصل نہیں ہوگی کے باوجود اس کے خاوند سے شادی کرنا قبول کرلیا ۔ 1- جن امور کا وہ دعوی کررہی ہے کا وہ قابل قبول ہیں ؟ کیا میں نے واقعی اس پر ظلم کیا ہے ، اور کیا میرا اس عورت کے ساتھ دوستی کرنا اور تعلقات رکھنا مجھے اس کے خاوند سے شادی کرنے سے روکتے ہیں ؟ وہ ہماری شادی کے وقت سے اب تک اس بات پر مصر ہے کہ اگر اس کا خاوند میرے ساتھ رہتا ہے تو اسے طلاق دے دے ، اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اس کے پہلی بیوی سے سات بچے ہیں اور میرا ابھی تک کوئی بچہ نہیں ، میری طلاق سے اس کی طلاق میں زیادہ فساد اور نقصان ہے ، اس لیے میں نے اپنے خاوند کو مجبور کیا ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دے حالانکہ میں نے اپنے وقت میں سے بہت سے حقوق بھی چھوڑ دیے ہیں اور اس کی یہ شرط بھی تسلیم کرلی ہے کہ اس موضوع کے بارہ میں اس کی اولاد کو علم نہیں ہونا چاہیے ۔ 2- کیا پہلی بیوی خاوند کو مجبور کرسکتی ہے کہ وہ دوسری بیوی کو طلاق دے ؟

جواب

ہر قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے ، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعد ازاں :

اول :

عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند سے اس کی دوسری بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے :

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(کسی بھی عورت کے لیے حلال نہیں کہ اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ اس کے برتن کو فارغ کرکے خود نکاح کرلے ، بلکہ اس کے مقدر میں جو کچھ ہے وہ اسے ملے گا) صحیح بخاری حدیث نمبر (5144) صحیح مسلم حدیث نمبر (1413) مندرجہ بالا الفاظ صحیح بخاری کے ہیں ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط رکھے ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (2577) ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث کے لیے باب باندھتے ہوئے کہا کہ نکاح میں ناجائز شروط کا باب ۔

ا- حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم میں ہے کہ عورت اگر اپنی سوکن کی طلاق کی شرط رکھے تو یہ باطل ہے ، اوراس کا پورا کرنا واجب نہیں ۔ اھ دیکھیں زاد المعاد لابن قیم (107/5) ۔

ب – حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہت ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ حلال نہیں ، اس میں اس شرط کے حرام ہونے کی دلیل ہے ، اوراسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ اگر کوئی ایسا سبب نہ ہو تو اسے جائز قرار دے تو پھر حرام ہے ، مثلا اسے جائز کےلیے یہ سبب ہوسکتا ہے کہ عورت کے بارہ میں شک ہو کہ وہ خاوند کی عصمت میں رہتی ہوئی شادی چل نہیں سکے گی ۔

اورپھر یہ بھی بطور نصیحت ہو نہ کہ بطور شرط ، یا پھر اسے خاوند سے کوئی نقصان ہو ، یا خاوند کو اس سے نقصان ہو تو ۔ ۔ ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

حلال کی نفی کرنے سے تحریم کی صراحت ہورہی ہے ، لیکن اس سے فسخ نکاح لازم نہیں ہوتا ، بلکہ یہ تو عورت پر سختی ہے کہ وہ اپنی دوسری بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے ، اوراسے اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی ہونا چاہیئے ۔ اھ ۔ دیکھیں فتح الباری (27/9) ۔

ج – امام نووی رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اجنبی عورت کو منع کیا گیا ہے کہ وہ شادی کرنے کےلیے دوسری بیوی کے خاوند سے اس کی طلاق کا مطالبہ کرے ، اور مطلقہ کی جگہ خود اس سے شادی کرکے اس کا نفقہ اور معاشرت وغیرہ حاصل کرے ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مجازی طور پر برتن خالی کرنے سے تعبیر کیا ہے ۔ اھ دیکھیں شرح مسلم للنووی (193/9) ۔

تو اس بنا پر پہلی بیوی کےلیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند سے آپ کی طلاق کا مطالبہ کرے ، اور جو کچھ وہ کہتی ہے اس کی طرف متوجہ نہ ہوں ، آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ یہ سب کچھ اس غیرت کی وجہ سے ہے جو عورت میں عمومی طور پر پائی جاتی ہے ، بلکہ یہ تو سب سے افضل عورتوں میں بھی پائی جاتی تھی جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور امہات المومنین ہیں ، تو یہ غیرت ایک طبعی چیز ہے ۔

دوم :

اوراس نے جو کچھ آپ پر احسانات کیے ہیں اس پر تو وہ اللہ تعالی کے ہاں ماجور ہے ، لیکن اس کی وجہ سے اس کےلیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند سے آپ کی طلاق کا مطالبہ کرتی پھرے ۔

آپ صبر وتحمل سے کام لیں ، اوراس کے معاملہ سے تجاھل سے کام لیتے ہوئے منہ پھیر لیں ، اوراپنی استطاعت کے مطابق اس سے احسان اوراچھا برتاؤ کریں ، اور پہلی بیوی کو بھی یہ علم ہونا چاہیے کہ اس کےلیے اللہ تعالی نے جو کچھ مقدر میں لکھ دیا ہے وہ مل کر رہے گا جیسا کہ بخاری کی راویت کردہ حدیث کے آخری حصہ میں بھی بیان کیا گیا ہے ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان کو اس قول پر ختم کیا ، بلکہ اس کےلیے تو جو اس کے مقدر میں ہے وہ اسے ملے گا ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر اس نے اس کا مطالبہ کیا اوراس پر اصرار کیا اوریہ شرط رکھی تو وہ واقع نہیں ہوگی لیکن وہی ہوگا جو اللہ تعالی نے مقدر کردیا ہے ۔ دیکھیں فتح الباری (275/9) ۔

والله اعلم.

الشیخ محمد صالح المنجد

14021